1850

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

محترم جناب مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

سوال نمبر۱: ۱۸ ذی الحجہ کو عیدِ غدیر منانا شرعاً کیسا ہے؟ جبکہ اسی تاریخ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔

سوال نمبر۲: اس تہوار اور عید پر بعض دکاندار کیک فروخت کرتے ہیں، جن پر "عید غدیر مبارک" کا جملہ لکھا ہوتا ہے۔ شرعاً ان دکانداروں کا ایسے موقع پر کیک فروخت کرنا کیسا ہے؟

وضاحت:

بعض دکاندار اس طرح کے کیک خود تیار کرتے ہیں اور بعض تیار شدہ کیک خرید کر پھر فروخت کرتے ہیں۔

درخواست گذار: محمد عبد اللہ

پتا: گاؤں چک ۷ ایم ایل، تحصیل پھلوال، ضلع سرگودھا۔

رابطہ نمبر: ۰۳۰۸۲۲۰۰۴۵

بواسطہ مولانا حسان سکھروی صاحب

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۸۰/۲۵۳
مورخہ

(جواب منسلک ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدًا ومصليًا

(۱)۔۔۔ جاننا چاہیے کہ ایسا کام جس کی اصل حضراتِ صحابہ کرامؓ وحضراتِ تابعینؒ کے عہد میں نہ ہو اور اس کو بہ نیتِ ثواب کیا جائے، تو وہ بدعت ہے،(امداد المفتین جامع) اور بدعت ایک ناجائز اور مذموم فعل ہے، بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«من أحدث في أمرنا هذا ما ليس فيه، فهو رد» صحيح البخاري (۱۸۴/۳) [۲۶۹۷]

ترجمہ: جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات نکالی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔(مظاہر حق)

اور "عید غدیر" کا قرونِ ثلاثہ (عہدِ صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ) میں کوئی وجود نہیں تھا، بلکہ اس کی ابتداء دورِ نبوّت کے تقریباً تین صدی (تین سو سال) بعد ایک رافضی حکمران معزالدولہ دیلمی کے حکم سے بغداد میں اٹھارہ ذی الحجہ ۳۵۲ھ کو ہوئی۔ حافظ ابن کثیرؒ "البداية والنهاية (۲۶۱/۱۵)" میں تحریر فرماتے ہیں:

[ثم دخلت سنة ثنتين وخمسين وثلاثمائة] [ما وقع فيها من الأحداث]

وفي ثامن عشر ذي الحجة منها أمر معز الدولة بإظهار الزينة ببغداد وأن تفتح الأسواق بالليل كما في الأعياد، وأن تضرب الدبادب والبوقات، وأن تشعل النيران بأبواب الأمراء وعند الشرط؛ فرحا بعيد الغدير - غدير خم - فكان وقتا عجيبا ويوما مشهودا، وبدعة ظاهرة منكرة.

یعنی: اٹھارہ ذی الحجہ (۳۵۲ھ) کو معزالدولہ نے بغداد میں زیب وزینت کرنے، عید کی طرح رات کو بازار کھلے رکھنے اور ڈھول باجے بجانے کا، اور امراء اور فوجیوں کے دروازوں پر چراغاں کرنے کا حکم دیا، اور یہ سب عید غدیر کی خوشی میں کیا گیا، یہ بڑا عجیب وقت تھا، جس میں لوگوں کا مجمع تھا، اور یہ واضح بدعتِ منکرہ تھی۔

دار الافتاء

اور یہ بات علامہ ابن اثیرؒ نے اپنی کتاب "الكامل في التاريخ (۵۴۹/۸)" میں اور علامہ ذہبیؒ نے "تاريخ الإسلام (۱۱/۸)" میں بھی ذکر فرمائی ہے۔ اس کے علاوہ دیگر کتبِ تاریخ مثلاً: "شذرات الذهب"، "تاريخ الطبري"، "مرآة الجنان لليافعي" اور "المنتظم لابن الجوزي" میں بھی یہ بات مذکور ہے۔ اور ان تاریخی شواہد سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ "عید غدیر" کا عہدِ نبوی، عہدِ صحابہؓ، تابعینؒ و تبع تابعینؒ تک کوئی وجود نہیں تھا۔

مذکورہ تفصیل کی روشنی میں اصل سوال کا جواب یہ ہے کہ "عید غدیر" منانا شرعاً بدعت ہے جو کہ ناجائز ہے، لہٰذا اس سے اجتناب کرنا لازم اور ضروری ہے۔

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned with CamScanner

(۲)۔۔۔ مروّجہ "عید غدیر" چونکہ بدعت اور ناجائز ہے (جس کی تفصیل گزر چکی ہے)، لہٰذا دکانداروں کا ایسے موقع پر خود یہ الفاظ (عید غدیر مبارک) لکھ کر کیک فروخت کرنا جائز نہیں، نیز اس طرح کا پہلے سے تیار شدہ کیک بیچنے سے بھی اجتناب کرنا ضروری ہے۔

في رد المحتار (٦/ ٣٩١)

وفي "المحيط": لا يكره بيع الزنانير من النصراني والقلنسوة من المجوسي، لأن ذلك إذلال لهما، وبيع المكعب المفضض للرجل إن ليلبسه يكره، لأنه إعانة على لبس الحرام وإن كان إسكافا أمره إنسان أن يتخذ له خفا على زي المجوس أو الفسقة أو خياطا أمره أن يتخذ له ثوبا على زي الفساق يكره له أن يفعل لأنه سبب التشبه بالمجوس والفسقة اهـ [وكذا في تبيين الحقائق (٦/ ٢٩)]

وفي المدخل لابن الحاج المالكي – الفكر (٢/ ٤٧)

ومن مختصر الواضحة: سئل ابن القاسم: عن الركوب في السفن التي يركب فيها النصارى لأعيادهم، فكره ذلك مخافة نزول السخط عليهم لكفرهم الذي اجتمعوا له، قال: وكره ابن القاسم للمسلم أن يهدي إلى النصراني في عيده مكافأة له ورآه من تعظيم عيده وعونا له على مصلحة كفره، ألا ترى أنه لا يحل للمسلمين أن يبيعوا للنصارى شيئا من مصلحة عيدهم لا لحما ولا إداما ولا ثوبا ولا يعارون دابة ولا يعاونون على شيء من دينهم لأن ذلك من التعظيم لشركهم وعونهم على كفرهم وينبغي للسلاطين أن ينهوا المسلمين عن ذلك وهو قول مالك وغيره لم أعلم أحدا اختلف في ذلك. انتهى.

وفي فتاوى قاضيخان (٣/ ٣٦٢)

رجل اشترى يوم النيروز شيئا لم يشتره في غير ذلك اليوم إن أراد به تعظيم ذلك اليوم كما يعظمه الكفرة يكون كفرا وإن فعل ذلك لأجل السرف والتنعم لا لتعظيم اليوم لا يكون كفرا وإن أهدى يوم النيروز إلى إنسان شيئا ولم يرد به تعظيم اليوم وإنما فعل ذلك على عادة الناس لا يكون كفرا، وينبغي أن لا يفعل في هذا اليوم ما لا يفعله قبل ذلك اليوم ولا بعده وأن يحترز عن التشبه..............والله سبحانه أعلم بالصواب

عبد القدير
عبد القدیر گھوٹکی عفی اللہ عنہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۲۹/ربیع الاول ۱۴۴۵ھ
۱۶/اکتوبر ۲۰۲۳ء

الجواب صحیح
محمد تقی عثمانی عفی عنہ

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح